مقالات

مولانا عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی

قسط : ۲

مقامِ فاروق رضؓ پر شیعہ سُنّی اتحاد!

ہجرتِ عمر رضؓ : فریقین کی کتبِ تواریخ و سیر اس بات پر متفق ہیں کہ ۱۳ھ نبوی میں اہلِ مدینہ کی عقبۂ ثانیہ کی بیعت کے بعد قریش کے ظلم و ستم نے مسلمانوں پر مکی رہائش تنگ کردی۔ اکثر مسلمان بحکم و اجازتِ نبوی حبشہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے۔ باقی ماندہ کو بھی نبی کریم علیہ التحیۃ و السلام نے جانی اور ایمانی دولت بچانے کی عام اجازت دے دی تھی کہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ چلے جائیں۔ مگر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی علیہ السلام نے خصوصی طور پر فرمایا کہ وہ ان اجازت یافتگانِ ہجرت سے پہلے مدینہ پہنچ کر وہاں اقامت اختیار کریں اور مسلمان مہاجرین کی جمعیتِ خاطر کا سبب بنیں۔ مسلمانوں سے جس طرح بھی بن پڑا مدینہ پہنچ گئے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق "مہاجرین میں سب سے پہلے مدینہ پہنچنے والے حضرت مصعب بن عمیر رضؓ تھے۔ پھر حضرت عبداللہ بن امِ مکتوم رضؓ نے قدم رنجہ فرمایا۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضؓ بیس سواروں کے ہمراہ رونق افروز ہوئے۔ انصار نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت فرمایا، تو حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ "وہ میرے پیچھے تشریف لانے والے ہیں۔" (بخاری عنوان الصحابہ)

اس روایت میں ناموں کی تفصیل نہیں۔ البتہ ابنِ ہشام نے بعض مہاجرین صحابہ رضؓ کے نام درج کئے ہیں، جو یہ ہیں :

۱۔ حضرت زید بن خطاب۔ ۲۔ حضرت سعید بن زید بن خطاب۔ ۳۔ خنیس بن حذیفہ سہمی ۴۔ حضرت عبداللہ بن سراقہ۔ ۵۔ عمرو بن سراقہ۔ ۶۔ واقد بن عبداللہ تمیمی۔ ۷۔ خولی بن ابی خولی

۸۔ مالک بن ابی خولی ۔ ۹۔ ایاس بن بکیر ۔ ۱۰۔ عامر بن بکیر ۔ ۱۱۔ خالد بن بکیر (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) یہ سب حضرت عمر فاروقؓ کے رشتہ دار اور دوست واحباب تھے۔ (الفاروق ص۱۱، مطبوعہ دہلی)

حضرت علیؓ کا فرمان :

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ "ہر شخص نے خفیہ طور پر ہجرت کی، لیکن حضرت عمرؓ نے جب ہجرت کا قصد فرمایا تو ایک ہاتھ میں برہنہ تلوار، دوسرے میں تلوار اور پُشت پر کمان لگا کر خانہ کعبہ میں تشریف لائے، سات مرتبہ طواف فرمایا، دو رکعت نماز مقامِ ابراہیمؑ کے پاس کھڑے ہو کر پڑھی۔ پھر سردارانِ قریش کے حلقۂ احباب میں تشریف لائے اور ایک ایک سے کہا: "تمہارے منہ کالے ہوں، جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد، اور اپنی بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہو، وہ آ کر مجھ سے مقابل ہو۔ کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ آپ کو روکتا۔" (رضی اللہ عنہ)" مزید تفصیل کے لئے دیکھئے۔ تاریخِ اسلام۔ اکبر شاہ نجیب آبادی ص۲۲۵، عنوان النجابہ ص۲، ابن عساکر۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے ہر کام میں دلیری، ہوشمندی کا اظہار ہوتا ہے۔ کفر میں بڑے جابر، جب اسلام لائے تو زبردست، راہِ خدا میں ہجرت کی تو بڑی دلیری سے، راہِ خدا میں ملامت سنی تو بڑی جرأت سے، غرضیکہ حضرت عمرؓ سے متعلق ہر واقعہ زبانِ حال سے حضرت علیؓ کے اس قول کی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت کر رہا ہے کہ حضرت عمرؓ ارادہ کی پختگی، ہوشمندی اور دلیری سے پُر ہیں۔ (تاریخ اسلام نجیب آبادی، ص۲۲۶)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ :

"كَانَ إِسْلَامُ عُمَرَ فَتْحًا وَكَانَتْ هِجْرَتُهُ نَصْرًا وَكَانَتْ إِمَامَتُهُ رَحْمَةً" (عنوان النجابہ، ص۳)

یعنی "حضرت عمرؓ کا اسلام گویا ایک فتح تھی۔ آپؓ کی ہجرت نصرتِ اسلام اور آپؓ کی امامت رحمتِ الٰہی تھی۔"

اسی مقام پر حضرت حذیفہؓ کا بیان بھی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ كَانَ الْإِسْلَامُ كَالرَّجُلِ الْمُقْبِلِ لَا يَزْدَادُ إِلَّا قُرْبًا فَلَمَّا قُتِلَ كَانَ الْإِسْلَامُ كَالرَّجُلِ الْمُدْبِرِ لَا يَزْدَادُ إِلَّا بُعْدًا"

"جب حضرت عمر فاروقؓ ایمانی دولت سے بہرہ ور ہوئے تو اسلام بمنزلہ ایک اقبال مند

آدمی کے ہو گیا اور ہر قدم پر ترقی کرتا گیا اور جب آپؓ کی شہادت ہوئی تو اسلام کے اقبال میں کمی آ گئی اور ہر قدم پیچھے ہی ہٹتا گیا۔"

جہادِ عمرؓ: الشیخ مصطفیٰ بن محمد افغی نے اپنی مایہ ناز کتاب "عنوان النجابہ فی معرفۃ من مات بالمدینۃ من الصحابہ" میں باختصار الفاظ جملہ تواریخ و سیر اور احادیث کا اجمالی خاکہ اس طرح پیش کیا ہے کہ:

"شَهِدَ عُمَرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا وَ اُحُدًا وَ الْخَنْدَقَ وَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ وَ خَيْبَرَ وَ الْفَتْحَ وَ حُنَيْنًا وَ الطَّائِفَ وَ تَبُوْكَ وَ سَائِرَ الْمَشَاهِدِ وَكَانَ شَدِيْدًا عَلَى الْكُفَّارِ وَ الْمُنَافِقِيْنَ وَ هُوَ الَّذِيْ اَشَارَ بِقَتْلِ اُسَارٰى بَدْرٍ وَ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى وَفْقِ قَوْلِهٖ فِىْ ذٰلِكَ وَكَانَ عُمَرُ مِمَّنْ ثَبَتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ۔"

یعنی "حضرت عمرؓ بن الخطاب جنگِ بدر، جنگِ احد، جنگِ خندق، بیعتِ رضوان، جنگِ خیبر، فتح مکہ، جنگِ حنین، جنگِ تبوک، غرضیکہ ہر موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ کفار اور منافقین پر آپؓ بہت زیادہ سخت تھے۔ آپؓ نے ہی جنگِ بدر کے قیدی کفار کے قتل کا مشورہ دیا تھا۔ اور آپؓ کے اس مشورہ کے مطابق قرآنِ مجید کا نزول بھی ہوا تھا۔ آپؓ جنگِ احد کے دن نبی علیہ السلام کی حفاظت کے لئے ثابت قدم رہے۔" (رضی اللہ عنہ)

جنگِ بدر: تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو جنگِ بدر کا معرکہ ہوا۔ حضرت عمر بن الخطابؓ کے خاندان میں سے اس جنگ میں بارہ[1] آدمی شریک تھے۔ جنگ میں شہید ہونے والے سب سے پہلے مجاہد حضرت عمرؓ کے غلام مہجعؓ تھے۔ قریش کو ہزیمت فاش ہوئی اور ستر[2] آدمی زندہ گرفتار ہوئے،

---

[1] حضرت زید، حضرت عبداللہ بن سراقہ، حضرت واقد بن عبداللہ، حضرت خولی بن ابی خولی، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت عامر بن بکیر، حضرت خالد بن بکیر، حضرت عاقل بن بکیر، حضرت ایاس بن بکیر، حضرت مالک بن ابی خولی، حضرت سراقہ، حضرت عمرؓ کا غلام حضرت مہجع (رضی اللہ عنہم)

[2] ان میں اکثر قریش کے بڑے بڑے سردار تھے، جیسے حضرت عباسؓ، حضرت عقیلؓ بن ابی طالب، حضرت ابو العاصؓ بن ربیع، حضرت ولیدؓ بن ولید۔ وغیرہ۔

اسیرانِ بدر کے متعلق حضورؐ کا مشورہ طلب کرنا:

اِن اسیرانِ بدر کے متعلق نبی علیہ السلام نے صحابہؓ کرام سے مشورہ طلب کیا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ صحابہ کرامؓ نے مختلف رائیں دیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے تھی کہ یہ اپنے بھائی بند ہیں، ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔ مگر حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ اسلام کے معاملہ میں رشتہ داری اور قرابت کو کوئی دخل نہیں۔ ان سب کو قتل کر دینا چاہئے اور ہر آدمی اپنے ہی قریبی رشتہ دار کو قتل کرے۔ حضرت علیؓ اپنے بھائی عقیلؓ کو قتل کریں اور حضرت حمزہؓ اپنے بھائی عباسؓ کو قتل کریں[1]۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شانِ رحمت کے اقتضاء سے حضرت ابوبکرؓ کی رائے پسند کی اور اِن اسیرانِ بدر کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔" (الانفال، آیت ۶۷-۶۸)

کہ "نبی کی شان کے یہ بات شایان نہیں کہ آپ کے قبضے میں قیدی باقی رہیں، جب تک کہ وہ ملک میں خوب خونریزی نہ کر لیں۔ تم لوگ دنیاوی مال و متاع کے خواہاں ہو جبکہ اللہ تعالیٰ آخرت کا ارادہ فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے۔ اگر وہ بات نہ ہوتی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے لکھی جا چکی تھی تو اس فدیہ کی پاداش میں، جو تم نے بدر کے قیدیوں سے لیا ہے، تم پر کوئی بڑا عذاب نازل ہوتا۔"

شیعہ کتب میں حضرت عمرؓ کا مشورہ:

حضرت عمرؓ بن خطاب کا یہ مشورہ شیعہ کتب میں اس طرح مذکور ہے:

کہ "اس پہلی جنگِ بدر میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ السلام کو فتح عظیم عطا فرمائی۔ ستر کافر میدانِ جنگ میں مقتول ہوئے اور ستر زندہ گرفتار ہوئے اور باقی ایسے بھاگے کہ مکہ شریف پہنچ کر ہی دم لیا۔ ان اسیرانِ جنگ سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ "میری تو یہ رائے ہے کہ ان قیدیوں کے اندر، ہم میں سے جو جس کا عزیز ہے، وہی اس کو قتل کرے۔ تا کہ مشرکوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے

[1] صفحہ پر دیکھئے۔

دلوں میں اللہ اور رسولؐ کی محبت، قرابتداری کے معاملہ میں بہت زیادہ ہے اور اسلام کے مقابل میں تمام رشتے ہیچ ہیں۔" (ملاحظہ ہو تفسیر مجمع البیان، منہج الصادقین، الفاروقؓ علامہ شبلی نعمانی ص۲۱، تاریخ اسلام از اکبر شاہ نجیب آبادی، ص۱۵۵)

فضیلتِ عمرؓ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ "حضرت عمرؓ کی فضیلت ان چار باتوں سے آشکارا ہے:

اول، اسیرانِ بدر کے قتل کا مشورہ دیا اور آیت "لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللهِ" کا نزول ہوا۔

دوم، امہات المؤمنین کو پردہ کرنے کے لئے کہا اور آیتِ پردہ نازل ہوئی۔

سوم، نبی علیہ السلام کا حضرت عمرؓ کے اسلام سے متعلق دعا کرنا اور قبول ہونا۔

چہارم، سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کرنا۔" (تاریخ اسلام، از نجیب آبادی ص۳۲۶/۱)

حضرت عمرؓ بن الخطاب بدری صحابی ہیں۔ جبکہ بدری صحابہؓ کے متعلق نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ

"لَا يَدْخُلُ النَّارَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا" (ابن ماجہ)

"بدری اصحاب میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہوگا"

ایک مقام پر جنگِ بدر میں شامل ہونے والوں کو "مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ" قرار دیا۔ (صحیح بخاری)

نیز مجمع البیان میں ہے کہ:

"ایشاں بہترین مردماں ہستند"

کہ "وہ نہایت ہی قابلِ تعریف ہستیاں ہیں۔"

غیرتِ دین کا ایک واقعہ: ایک دفعہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ سے ایک غلطی سرزد ہوگئی اور وہ یہ کہ نبی علیہ السلام نے حکم فرمایا، "معاہدہ شکن قریش کو ہماری تیاری کا پتہ نہ چلے۔" (یہ معاہدہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوا تھا۔ حضرت حاطبؓ نے ایک عورت کے ذریعہ خفیہ طور پر اہلِ مکہ کو اس پروگرام سے خبردار کرنا چاہا مگر بذریعہ وحی نبی علیہ السلام کو اطلاع ہوگئی۔ آپؐ نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت مقداد بن اسودؓ کو بھیج کر اس عورت سے وہ رقعہ حاصل کر لیا۔ جب رسول اللہ

۱؎ صفحہ ۱۲، الفاروقؓ، علامہ شبلی، مطبوعہ دہلی ۱۹۲۵ء، ص ۲۰، جلد اول وطبری۔

...خدمتِ اقدس میں حاطبؓ کو جواب دہی کے لئے طلب کیا گیا، تو اتفاقاً حضرت عمرؓ بن خطاب ...اس مجلس میں موجود تھے۔ غیظ و غضب میں آکر یوں گویا ہوئے:

"اے اللہ کے رسولؐ! مجھے اجازت مرحمت فرمائیں، میں اس منافق کی گردن اڑا ...ں۔"

منافق کے الفاظ سن کر نبی علیہ السلام چونک پڑے۔ فرمایا، "اے عمرؓ! یہ تم نے کیا ...دیا، حاطبؓ تو اہلِ بدر میں سے ہے۔" پھر فرمایا:

"وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَىٰ اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ" (بخاری، ابوداؤد، خلاصہ المنہج اور مجمع البیان طبرسی میں بھی یہ روایت موجود ہے)

"اور تمہیں کیا معلوم، شاید اللہ کریم نے بدریوں پر توجہ مبذول فرماکر کہہ ہی دیا ہو کہ "اے ...لِ بدر جو چاہو کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔"

اسی جنگِ بدر میں سردارِ قریش عاص بن ہشام بن مغیرہ، جو حضرت عمرؓ کا ماموں تھا، حضرت ...ؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ (ابن جریر، صفحہ ۵۰۹، الفاروق صفحہ ۲، الاستیعاب لابنِ عبد البر)

...نگِ اُحد: ۷، شوال ۳ھ بروز ہفتہ غزوۂ احد وقوع پذیر ہوا۔ دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ ...ن جبیرؓ کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ فوج کے عقب پر متعین کیا کہ ادھر سے کافر حملہ آور ...ہوں۔ سب سے پہلے حضرت زبیرؓ نے اپنی فوج کو لے کر حملہ کیا اور قریش کے میمنہ کو شکست ...ی۔ پھر عام جنگ ہوئی۔ حضرت علیؓ، حضرت ابو دجانہؓ دشمن کی فوج میں گھس گئے اور صفیں ...ٹ دیں۔ فتح کے بعد مسلمان غنیمت پر ٹوٹ پڑے، تو تیر اندازوں نے بھی اپنی جگہ چھوڑ دی اور ...غنیمت اکٹھا کرنے میں مصروف ہوگئے۔ حضرت خالدؓ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے ...ب سے بڑا زور دار حملہ کیا۔ مسلمان چونکہ ہتھیار ڈال کر مالِ غنیمت کے اکٹھا کرنے میں مصروف ...ے۔ اس اچانک حملہ کو روک نہ سکے۔ کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھروں اور ...وں کی بارش کر دی۔ یہاں تک کہ آپؐ کے دندانِ مبارک شہید ہوگئے اور پیشانی پر زخم آیا ...خساروں میں مغفر کی کڑیاں چبھ گئیں اور آپؐ ایک گڑھے میں گر گئے۔ دفعتہً یہ افواہ گرم ہوگئی۔ ...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے ہیں۔ اس افواہ سے مسلمانوں کے استقلال کو متزلزل اور

دلوں کو مجروح کر دیا۔ اور ہر مسلمان اپنی اپنی جگہ سراسیمہ ہو کر رہ گیا۔ بعض صحابہؓ نے ہتھیار ڈ
دیئے کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ ؟ لیکن حضرت انس بن نضرؓ نے فرمایا : "مسلمانو ! ا
سے کیا فائدہ ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح لڑ کر شہید ہو جاؤ ، زندہ رہ کر کیا کرو گے
(تلخیص از الفاروق صـ ۲۲ جلد اول ، تاریخِ اسلام از نجیب آبادی صـ ۱۶۶ ، جلد اول)

قاضی ابو یوسف نے خود حضرت عمرؓ کی زبان میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ :

"حضرت انس بن نضرؓ میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے پوچھا "رسول اللہ صلی اللہ ع
وسلم پر کیا گزری ؟" میں نے کہا۔ "میرے خیال میں آپؐ شہید ہو چکے ہیں۔" حضرت انسؓ
کہا کہ "رسول اللہ شہید ہو چکے ہیں مگر خدا تو زندہ ہے۔" یہ کہہ کر تلوار میان سے کھینچ لی ا
اس قدر لڑے کہ شہادت حاصل کر لی۔" (کتاب الخراج ، لابی یوسف صـ ۲۵)

اور ابنِ ہشام میں ہے کہ :

"اس واقعہ میں حضرت انس بن نضرؓ نے ستر زخم کھائے۔ اس اثناء میں رسول اللہ صلی ا
علیہ وسلم نے فرمایا :

"اِلَیَّ عِبَادَ اللہِ اَنَا رَسُوْلُ اللہِ"

"خدا کے بندو ، میری طرف آؤ ، میں خدا کا رسول ہوں۔"

حضرت کعب بن مالکؓ نے بھی بلند آواز سے کہا کہ "مسلمانو ، خوش ہو جاؤ ، رسول ا
صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔" اس آواز کا سننا تھا کہ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
طرف دوڑے۔ کفار کو بھی اس آواز نے خبردار کر دیا۔ حضرت عمرؓ ، حضرت طلحہؓ صفوں
چیرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔ ادھر کفار کی پوری طاقت نبی کر
علیہ التحیۃ والتسلیم پر حملے میں مصروف ہونے لگی۔ کیونکہ ان کا آخری حربہ یہی تھا کہ رسولِ خدا ک
ختم کر دیا جائے تو اسلام خود بخود ختم ہو جائے گا۔" (تاریخِ اسلام ، نجیب آبادی ، فتح البا
مصری صـ ۲۷۲)

علامہ شبلی نعمانی جنگِ احد کے تمام اختلافات کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

"یہ امر تمام روایتوں سے ثابت ہے کہ سخت بے رحمی کی حالت میں بھی حضرتِ عمرؓ
میدانِ جنگ سے نہیں ہٹے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا ثابت ہوا تو فوراً خدم
اقدس میں پہنچے۔"

ڈ الطبری اور ابن ہشام میں ہے کہ :

"جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا، تو آنحضرتؐ کے پاس پہنچے۔ آپؐ گ لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور اس وقت آپؐ کے ساتھ حضرت علیؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمرؓ بن خطاب، حضرت طلحہؓ بن عبداللہ، حضرت زبیر بن عوامؓ، اور حضرت حارثؓ تھے۔"

ق، مطبوعہ دہلی صہ۲۳ جلد اول)

علی شیعہ کتب بھی اس پر ناطق ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب میدانِ احد میں ثابت قدم رہے۔

ابوالقاسم بلخی نے ذکر کیا ہے کہ :

"أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ إِلَّا ثَلَاثَةَ عَشَرَ نَفَرًا خَمْسَةٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَثَمَانِيَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَمَّا الْمُهَاجِرُونَ فَعَلِيٌّ وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَطَلْحَةُ" (تفسیر مجمع البیان ص۲۳ و ص۲۱۶)

کہ "احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیرہ شخصوں کے سوا کوئی نہ رہا۔ مہاجرین تھے اور آٹھ انصاری، مہاجرین میں سے حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص تھے۔"

علامہ بلاذری نے انساب الاشراف میں دو روایتیں حضرت عمرؓ بن خطاب کے میدانِ احد سے فرار کے متعلق عباس بن عبداللہ الباکسائی اور غیض بن اسحاق کی سند سے نقل کی ہیں۔ مگر اصولِ روایت کے اعتبار سے بھی غیر معتبر ہیں اور درایۃً بھی قابلِ اعتبار نہیں۔ کیونکہ عباس غیض دونوں مجہول الحال ہیں۔ (الفاروق ص۲۳)

نبی علیہ السلام بمعہ تیس صحابہؓ پہاڑ پر تشریف فرما تھے۔ خالدؓ ایک فوج کا دستہ لے کر رسولِ اکرمؐ کی طرف بڑھے، تو نبی علیہ السلام نے فرمایا، "خدایا! یہ لوگ یہاں نہ آنے پائیں"۔ حضرت نے بمعہ چند مہاجرین و انصار کے آگے بڑھ کر حملہ کیا اور ان کو ہٹا دیا۔ ابوسفیان، سالارِ ن نے درہ کے قریب پہنچ کر پکارا کہ "اس گروہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا نہیں؟" نے اشارہ فرمایا کہ کوئی جواب نہ دے۔ اسی طرح اس نے حضرت ابوبکرؓ اور عمر فاروقؓ م لیا۔ جواب نہ آنے پر اس نے کہا، "معلوم ہوتا ہے کہ سب قتل ہو چکے ہیں؟" اس پر رت عمرؓ کو تاب نہ رہی اور زور سے پکارے، "او دشمنِ خدا! ہم سب زندہ ہیں۔"

ابوسفیان نے کہا، "اُعْلُ ھُبُلْ" "اے ہبل بلند ہو۔" نبی علیہ السلام نے حضرت عمرؓ سے فرمایا جواب دو "اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ۔" "خدا بلند و برتر ہے۔" ۔۔۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے سیرت ابنِ ہشام ص ۵۸۲، تاریخ طبری ص ۱۴۲۱ ۶، الفاروق ص ۲۳، تاریخِ اسلام نجیب آبادی ص ۱۶۸، جلد اوّل)

جنگِ خندق: شوال ۵ ھ میں ابوسفیان کی سپہ سالاری میں سیلاب کفر نے مدینہ منورہ کا رُخ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر نکل کر "سلع" کے آگے ایک خندق تیار کرائی۔ کفار ایسی تدبیر سے بالکل ناآشنا تھے۔ مجبوراً محاصرہ کر کے ہر طرف فوجیں پھیلا دیں اور رسد وغیرہ بند کر دی۔ محاصرہ ایک ماہ برابر رہا۔ کبھی کبھار کافر خندق میں اتر کر حملہ آور ہوتے لیکن نبی علیہ السلام نے اس غرض سے خندق کے اوپر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر اکابر صحابہؓ کو متعین فرما دیا تھا کہ دشمن ادھر سے نہ آنے پائے۔ ایک حصہ پر حضرت عمرؓ بن خطاب بھی متعین تھے۔ یہاں ان کے نام کی ایک مسجد بھی موجود ہے۔ عمرو بن عبدود عرب کا مشہور بہادر جو پانسو بہادروں کے برابر سمجھا جاتا تھا، حضرت علیؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ قتلِ عمرو بن عبدود کے بعد کفار میں بددلی پھیل گئی۔ ادھر حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حکمتِ عملی سے یہود اور قریش میں پھوٹ ڈال دی۔ المختصر کفار کا ابرِ سیاہ جو مدینہ کے افق پر چھایا گیا تھا روز بروز چھٹتا گیا اور چند دن کے بعد مطلع صاف ہو گیا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الفاروقؓ، شبلی نعمانیؒ، مطبوعہ دہلی طبع سوم ۱۹۲۶ء، ص ۲۳ جلد اوّل)

صلحِ حدیبیہ: ۶ھ میں نبی علیہ السلام بمعہ چودہ سو صحابہؓ بقصدِ زیارتِ کعبۃ اللہ، غیر مسلح ہو کر ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس طرح چلنا درست نہیں، چنانچہ آپ نے مدینہ منورہ سے ہتھیار منگوا لئے، ابھی مکہ مکرمہ دو منزل دور تھا کہ مکہ مکرمہ سے بشر بن سفیان نے آکر اطلاع دی کہ قریش مکہ نے یہ عہد کر لیا ہے کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ نبی علیہ السلام نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو سفیر بنا کر بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کے عزیز و اقارب مکہ میں موجود ہیں، ان کو بھیجنا مناسب ہے۔ نبی علیہ السلام نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو سفیر بنا کر بھیج دیا۔ قریشِ مکہ نے حضرت عثمانؓ کو چند دن روک لیا۔

لہ اہلِ تشیع کی معتبر کتاب فروعِ کافی کتاب الروضہ میں مکمل واقعہ امام جعفر صادقؒ کی زبانی ملاحظہ فرمائیے۔

ادھر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے۔ نبی علیہ السلام نے یہ سنتے ہی تمام صحابہؓ سے بیعتِ جہاد لی۔ ان میں حضرت عمرؓ بھی شامل ہیں۔ صحیح بخاری میں غزوہ حدیبیہ کے تحت مرقوم ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے قبل از بیعت ہتھیار لگا لیے تھے اور لڑائی کے لیے مکمل تیار تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بتانے پر حضرت عمرؓ بن خطاب نے نبی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے ہاتھ کو نبی علیہ السلام کے ہاتھ کے نیچے رکھ دیا تاکہ نبی علیہ السلام کا ہاتھ تھکنے نہ پائے۔

اس واقعہ کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ مقدس میں یوں فرمایا ہے:

"لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ (الآیۃ)!"

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے خوش ہوا، جب کہ وہ ایک درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے اور جو خلوص ان بیعت کرنے والوں میں تھا خدا کو وہ بھی معلوم تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں میں اطمینانِ قلب پیدا کر دیا۔" (کشف الرحمان ص ۸۱۹/۲، سورہ فتح)

نبی علیہ السلام نے درخت کے نیچے بیعت کنندگان کو مخاطب کر کے فرمایا:

"اَنْتُمْ خَیْرُ اَھْلِ الْاَرْضِ" (بخاری)

ابوداؤد میں ہے کہ:

"لَا یَدْخُلُ النَّارَ مِمَّنْ بَایَعَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ۔"

"درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی بھی آگ میں داخل نہ ہوگا۔"

اور تفسیر مجمع البیان شیعہ میں ہے کہ:

"بیعت کرنے والے لوگ بہترین ہیں اور ان میں سے کوئی بھی آگ میں داخل نہ ہوگا۔"

(خلاصۃ المنہج تفسیر قمی وصافی بحوالہ مجمع البیان)

(جاری ہے)